قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 05 اگست 2020ء | 15 ذوالحجہ 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 184

## فرمانِ رسول ﷺ

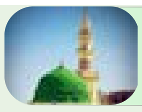

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے کچھ فضیلت رکھنے والے فرشتے ذکر کی مجالس کی تلاش میں چکر لگاتے رہتے ہیں۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں (اللہ تعالیٰ کا) ذکر ہو رہا ہو تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پروں سے انہیں گھیر لیتے ہیں۔ پھر جب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو وہ (فرشتے) بھی اوپر چڑھتے اور آسمان تک جا پہنچتے ہیں۔ پھر اللہ عزوجل ان سے سوال کرتا ہے۔ حالانکہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں، وہ تیری تسبیح اور تیری بڑائی بیان کر رہے تھے اور تجھ سے مانگ رہے تھے۔ اللہ فرماتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ وہ (فرشتے) عرض کرتے ہیں کہ۔۔۔ وہ تجھ سے تیری بخشش مانگتے ہیں۔ اس پر اللہ فرماتا ہے میں نے انہیں بخش دیا اور جو انہوں نے مانگا میں نے انہیں عطا کیا اور جس چیز سے انہوں نے پناہ طلب کی میں نے انہیں پناہ دی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں اس پر وہ (فرشتے) عرض کرتے ہیں یارب! ان میں فلاں سخت خطا کار شخص بھی تھا جو وہاں سے گذرا تو ان کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (اللہ) فرمائے گا: میں نے اسے بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بے نصیب نہیں رہتا۔

(مسلم کتاب الذکر باب فضل مجالس الذکر)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

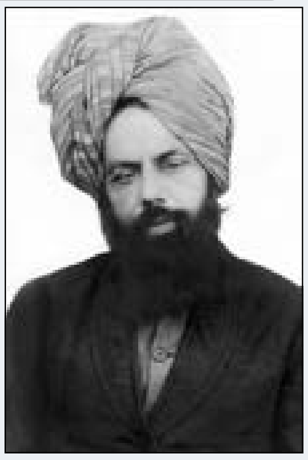

### صحبت صالحین

قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ مومن کی ہر ایک چیز بابرکت ہو جاتی ہے جہاں وہ بیٹھتا ہے وہ جگہ دوسروں کیلئے موجب برکت ہوتی ہے۔ اس کا پس خوردہ اوروں کیلئے شفا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک گنہگار خدا تعالیٰ کے سامنے لایا جاوے گا۔ خدا تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ تو نے کوئی نیک کام کیا؟ وہ کہے گا کہ نہیں۔ پھر خدا تعالیٰ اس کو کہے گا کہ فلاں مومن تو ملا تھا وہ کہے گا خداوند میں ارادتاً تو کبھی نہیں ملا وہ خود ہی ایک دن مجھے راستہ میں مل گیا۔ خدا تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ پھر ایک اور موقعہ پر حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کرے گا کہ میرا ذکر کہاں پر ہو رہا ہے؟ وہ کہیں گے کہ ایک حلقہ مومنین کا تھا جہاں دنیا کے ذکر کا نام و نشان بھی نہ تھا؛ البتہ ذکر الٰہی آٹھوں پہر ہو رہا ہے۔ اُن میں ایک دنیا پرست شخص تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے اس دنیادار کو اس ہم نشینی کے باعث بخش دیا۔ انھم قوم لا یشقی جلیسھم۔

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ جہاں ایک مومن امام ہو اس کے مقتدی پیش از یں کہ وہ سجدہ سے سر اُٹھاوے بخش دیئے جاتے ہیں۔

مومن وہ ہے کہ جس کے دل میں محبتِ الٰہی نے عشق کے رنگ میں جڑ پکڑ لی ہو۔ اس نے فیصلہ کر لیا ہو کہ وہ ہر ایک تکلیف اور ذلت میں بھی خدا تعالیٰ کا ساتھ نہ چھوڑے گا۔ اب جس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کب کسی کا کانشنس کہتا ہے کہ وہ ضائع ہو گا کیا کوئی رسول ضائع ہوا؟ دنیا نا خنوں تک اُن کو ضائع کرنے کی کوشش کرتی ہے، لیکن وہ ضائع نہیں ہوتے جو خدا تعالیٰ کے لیے ذلیل ہو وہی انجام کار عزت و جلال کا تخت نشین ہو گا۔ ایک ابو بکرؓ ہی کو دیکھو جس نے سب سے پہلے ذلت قبول کی اور سب سے پہلے تخت نشین ہوا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ پہلے کچھ نہ کچھ دکھ اٹھانا پڑتا ہے کسی نے سچ کہا ہے:

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

عشق الٰہی بے شک اول سرکش و خونی ہوتا ہے تا کہ نااہل دور ہو جاوے۔ عاشقانِ خدا تکالیف میں ڈالے جاتے ہیں۔ قسم قسم کے مالی اور جسمانی مصائب اُٹھاتے ہیں اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کے دل پہچانے جاویں۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 31)

## ارشادِ باری تعالیٰ

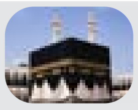

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

(التوبۃ: 119)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

## فرمانِ خلیفہ وقت

ایسی مجلسوں سے ہمیشہ بچنا چاہئے جو دین سے دور لے جانے والی ہوں، جو صرف کھیل کود میں مبتلا کرنے والی ہوں۔ ایسی مجلسیں جو اللہ تعالیٰ سے دُور لے جانے والی مجلسیں ہیں وہ یہی نہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ سے دور لے جاتی ہیں بلکہ بعض دفعہ مکمل طور پر، بعض دفعہ کیا یقینی طور پر انسان کی ہلاکت کا سامان پیدا کر دیتی ہیں۔ اس لئے ہمیشہ ایسی مجالس کی تلاش رہنی چاہئے جہاں سے امن و سکون اور سلامتی ملتی ہو۔ تو سلامتی والی مجالس کیسی ہیں۔ اس بارے میں ایک روایت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ کسی نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ ہم نشیں کیسے ہوں۔ کن لوگوں کی مجلس میں ہم بیٹھیں۔ اس پر آپ نے فرمایا ''مَنْ ذَكَّرَكُمُ اللّٰهَ رُؤْيَتُهُ وَزَادَ فِيْ عِلْمِكُمْ مَنْطِقُهُ وَذَكَّرَكُمْ بِالْآخِرَةِ عَمَلُهُ'' یعنی ان لوگوں کی مجلس میں بیٹھو جن کو دیکھ کر تمہیں خدا یاد آئے اور جن کی گفتگو سے تمہارا دینی علم بڑھے اور جن کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔ (ترغیب)

تو ایسی مجالس سے ہی سلامتی ملتی ہے جہاں ایسے لوگ ہوں جہاں خدا کا ذکر ہو رہا ہو، اس کے دین کی عظمت کی باتیں ہو رہی ہوں۔ ایسے مسائل پیش کئے جا رہے ہوں اور ایسی دلیلیں دی جا رہی ہوں جن سے انسان کا اپنا دینی علم بھی بڑھے اور دعوت الی اللہ کے لئے دلائل بھی میسر آئیں۔ اور قرآن کریم کا عرفان بھی حاصل ہو رہا ہو۔ اور ایسی باتیں ہوں جن سے صرف اس دنیا کی چکا چوند ہی نہ دکھائی دے بلکہ یہ بھی ذہن میں رہے کہ اس دنیا کو چھوڑ کر بھی جانا ہے۔ اس لئے ایسے عمل ہونے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہوں۔ پھر ایک روایت میں آتا ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی قوم مسجد میں کتاب اللہ کی تلاوت اور باہم درس و تدریس کے لئے بیٹھی ہو تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ رحمت باری ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو اپنے جلو میں لے لیتے ہیں۔ (سنن الترمذی کتاب القراءت باب ماجاء ان القرآن انزل علی سبعۃ أحرف)

تو ایسی نیک مجالس ہیں جو سلامتی کی مجلسیں ہیں۔ ان میں عام گھریلو مجالس، اجتماعات، اور جلسے بھی ہو سکتے ہیں۔ جماعت احمدیہ خوش قسمت ہے کہ اس میں ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونے کی وجہ سے اس قسم کے مواقع میسر آتے رہتے ہیں۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ یہاں کا جلسہ بھی آنے والا ہے اس سے بھی بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے تا کہ ہر طرف سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کی بارش ہم پر پڑتی رہے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور وہاں ذکر الٰہی نہیں کرتے وہ اپنی اس مجلس کو قیامت کے روز حسرت سے دیکھیں گے۔

(مسند احمد مسند المکثرین من الصحابۃ مسند ابی ھریرۃ) (خطبہ جمعہ فرمودہ 16 جولائی 2004ء)

## اس شمارہ میں

اِک نظرِ التفات (منظوم)

اداریہ: دنیوی اور روحانی ایس او پیز (SOP)

حوادث طبعی یا عذاب الٰہی

خلافت خامسہ میں امن عالم کے لئے جماعت احمدیہ کی مساعی

## دربارِ خلافت

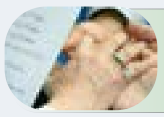

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نصیحت فرمائی:۔

### عید اور باقی خوشیوں میں بھی محتاجوں کو یاد رکھیں

اور اس عید کی خوشی میں تو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ جماعت تو حتی الوسع ضرورت مندوں کو عید کے دن ضروریات مہیا کرتی ہے، ان کا خیال رکھتی ہے۔ کچھ نہ کچھ انتظام ہوتا ہے اور اللہ کے فضل سے صاحب حیثیت اس میں رقوم بھی بلکہ بعض اچھی رقوم بھجواتے ہیں۔ لیکن انفرادی طور پر بھی ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس نیکی کو جاری کرے اور صرف اس عید پر ہی یہ خیال نہ رکھے بلکہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی ایک دفعہ کہا تھا کہ ایسا ذریعہ اختیار کرنا چاہئے کہ ضرورت مندوں کی ضرورت پوری ہوتی رہے۔ اور جن کو مدد دے کر پاؤں پر کھڑا کیا جا سکتا ہے، ان کو کھڑا کیا جائے۔ پھر عید کے علاوہ بھی بعض خوشیاں ہیں، شادیاں ہیں، بیاہ ہیں۔ ضرورتمندوں کی شادی کروانا بھی بہت ثواب کا کام ہے۔ اس کے لئے جماعت میں ایک فنڈ قائم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی جو سکیم ہے مریم شادی فنڈ اس میں بھی رقم دی جا سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس ہمدردی کو اس حد تک لے جانے کی اپنی جماعت کو تلقین کی ہے اور خواہش ظاہر کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔......

### ہمسایوں سے نیک سلوک کریں

...... پھر ہمسایوں سے چاہے ان کو جانتے ہو یا نہیں جانتے نیک سلوک کرو۔ اس کا حکم ہے۔ عموماً رمضان میں نیکیاں کرنے کی طرف طبیعت ذرا مائل ہوتی ہے۔ بہت سے آپس کے تعلقات بہتر ہوتے ہیں۔ تو اس نیکی کو عید کے دن خاص طور پر پہلے سے بڑھ کر جاری کرنا چاہئے اور پھر اس نیکی کو مستقل اپنا لینا چاہئے۔ جو تعلقات ٹوٹے ہوئے ہیں، بگڑے ہوئے ہیں ان کو بحال کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو ہمسائے کی تعریف کی ہے وہ اتنی وسیع ہے کہ آپ کی تعریف کے مطابق کوئی اس سے باہر رہ ہی نہیں سکتا۔ فرمایا کہ سو کوس تک یعنی سو میل تک بھی تمہارے ہمسائے ہیں۔ اس لحاظ سے تو کوئی بھی کسی احمدی سے بے فیض نہیں رہ سکتا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں سے وہ ساتھی اچھا ہے جو اپنے ساتھیوں کے لئے اچھا ہے۔ اور پڑوسیوں میں سے وہ پڑوسی اچھا ہے جو اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے۔ کسی نے پوچھا کہ مجھے کس طرح پتہ چلے کہ مَیں اچھا پڑوسی ہوں یا نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہارے پڑوسی تمہاری تعریف کریں تو سمجھ لو کہ تم اچھے پڑوسی ہو۔ اگر وہ تمہاری برائیاں کر رہے ہوں تو پھر سمجھ لو کہ تم برے پڑوسی ہو۔

(خطبہ عید فرمودہ 4 نومبر 2005ء)(الفضل انٹرنیشنل 25نومبر تا یکم دسمبر 2005ء)

## آج کی دعا

رَبِّ اغْفِرْلِی خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ کُلِّه،وَمَااَنْتَ اَعْلَمُ بِه مِنِّیْ۔اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَایَایَ و عَمِدِیْ وَجَھْلِیْ وَھَزْلِیْ وَکُلُّ ذَالِكَ عِنْدِیْ۔اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَ مَا اَسْرَرْتُ وَمَااَعْلَنْتُ،اَنْتَ الْمُقَدِّمُ،وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ،وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیئٍ قَدِیْرٌ

(بخاری کتاب الدعوات)

ترجمہ: اے میرے رب! میری خطا اور میری نادانی اور میرے تمام معاملات میں میری زیادتیاں اور وہ تمام معالات جو مجھ سے زیادہ تیرے علم میں ہیں وہ سب مجھے معاف کر دے۔ اے اللہ میرے گناہ، میری دانستہ یا نادانستہ خطائیں اور غیر سنجیدہ مذاق یہ سب میری کوتاہیاں معاف کر دے۔ اے اللہ! میرے پہلے اور پچھلے، پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے۔ تو ہی آگے کرنے والا ہے۔ اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے۔ اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ پیارے رسولِ کریم ﷺ کی رحمت اور بخشش کی جامع دعا ہے۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

## اِک نظرِ التفات

پوشیدہ تجھ سے کوئی ہمارا نہیں ہے راز
سینے بھرے ہیں سوز سے دل ہیں بہت گداز
رحمت کی آس میں ہوئے دستِ دعا دراز
اِک نظرِ التفات سے مولا ہمیں نواز
آئے ہیں در پہ چاک گریباں کئے ہوئے
سینوں میں ایک حشر بپا، لب سِیے ہوئے
ہر آن ہے لپیٹ میں اپنی لئے ہوئے
افکار کی تپش ہمیں احساس کا گداز
کٹ جائے گی کبھی نہ کبھی رات ہی تو ہے
اِک عارضی یہ تلخئ حالات ہی تو ہے
تیرے سوا ہے کون تری ذات ہی تو ہے
مشکل کشا، مجیبِ دعا، ربّ کارساز
خدمت میں پیش کرتے ہیں صبرو رضا کے پھول
اہلِ وفا کی ساری خطاؤں کو جائیں بھول
جیسی بھی جس طرح کی بھی ہیں کیجئے قبول
میری دعائیں، میری عبادت، مری نماز
پھیلائے جھولیاں ترے در پہ ہیں آئے آج
بندے ہیں ہم تو تیرے ہی، رکھ لے ہماری لاج
تیرے ہی پاس ہے مرے ہر کرب کا علاج
چارہ گری کا کوئی کرشمہ اے چارہ ساز
کیسا تفکرات کا پھیلا ہے سلسلہ
پیش آگیا ہے راہ میں اک اور مرحلہ
ربّ کریم شانِ کریمی کا واسطہ
پہلی سی ڈال پھر وہی اِک نِگہ دلنواز
جاؤں کہاں کہ میرا تو ہے ایک ہی خدا
تُو ہی طبیب و چارہ گر و مالکِ شفاء
ہونٹوں پہ میرے آج تو ہے بس یہی دعا
آقا مرے بخیر رہیں عمر ہو دراز

(صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ)

اداریہ

# دنیوی اور روحانی ایس او پیز (SOP)

آج کل کرونا وبا میں SOP کا لفظ بہت کامن (Common) اور بہت زیادہ مستعمل ہے۔ اگر گھر سے باہر نکلنا ہے تو نکلنے سے پہلے SOP کو مدنظر رکھیں۔ مارکیٹ جانا ہے وہاں مختلف اسٹورز SOP پر عمل درآمد کرواتے ہیں۔ اگر دفاتر چلے جائیں تو وہاں ماسک، سینیٹائزر اور گلوز پڑے ہیں تا کہ SOP پر عمل کرنے کے لئے ان کو استعمال کریں۔ آج کل مختلف ممالک میں اسکولز اور کالجز کھلنے کی بات ہو رہی ہے اور کہا جا رہا ہے کہ SOP کے ساتھ کھول دیئے جائیں۔ سرکاری اور نجی محکموں کی میٹنگز SOP کے ساتھ منعقد ہو رہی ہیں۔

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ مختلف حکومتوں، محکموں، اداروں اور کمپنیوں کی طرف سے اعلان کردہ SOP پر عمل کو یقین بنانے سے کرونا وبا سے محفوظ رہنے کے بہتر نتائج مرتب ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ جن سے ایک انسان خود بھی محفوظ، اس کی صحت بھی بحال اور اس کی وجہ سے اس کے قریبی عزیز و اقارب، پیارے دوست احباب محفوظ اور ان کی صحتیں بھی ٹھیک۔ اسی لئے بینکوں میں جانے سے قبل، مارکیٹوں میں جانے سے پہلے یا اداروں میں داخلے سے قبل ڈیوٹی والے SOP کو یقینی بناتے ہیں۔

اب یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ SOP ہے کیا۔ یہ کن الفاظ کا مخفف ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

A standard operating procedure (SOP) is a set of step-by-step instructions compiled by an organization to help workers carry out complex routine operations. SOPs aim to achieve efficiency, quality output and uniformity of performance, while reducing miscommunication and failure to comply with industry regulations.

ایک معیاری آپریٹنگ طریقہ کار (ایس او پی) ایک تنظیم کے ذریعہ مرتب کردہ قدم بہ قدم ہدایات کا ایک سیٹ ہے جس سے کارکنوں کو معمول کے پیچیدہ کاموں کو انجام دینے میں مدد مل سکتی ہے۔ ایس او پیز کا مقصد کارکردگی، معیار کی پیداوار اور کارکردگی کی یکسانیت کو حاصل کرنا ہے، جبکہ غلط تصادم اور صنعت کے ضوابط کی تعمیل کرنے میں ناکامی کو کم کرنا۔ چنانچہ اجتماعی اصول چلانے کا عمل اور طریقہ کار کو SOP کہا جاتا ہے۔

ہم اس دنیوی اصطلاح کو قرآن کریم اور احادیث کی تعلیمات اور ارشادات و ہدایات کے تناظر میں دیکھتے ہیں تو اسلام نے اسلامی معاشرہ کے لئے کچھ اصول وضوابط مقرر کر رکھے ہیں۔ جن میں ایسے اعلیٰ اخلاق کا ذکر ہے جن کو اپنا کر وہ اسلامی معاشرہ بنایا جا سکتا ہے جو ہمیں سیدنا حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کے دَور میں نظر آتا تھا۔ اسی طرح وہ اخلاق سیئہ ہیں جن کی نشان دہی قرآن مجید نے کی اور آنحضور ﷺ نے انہیں ترک کرنے اور ان سے دُور رہنے کی تلقین فرمائی۔ ایسا کرنے سے ہم اسلامی معاشرہ کے قیام کو بہت جلد اپنے قریب کر سکتے ہیں۔ اسلامی معاشرہ کے قیام کے لئے اسلامی اصول وضوابط کو اپنانا ہی دراصل وہ SOP ہیں جن پر عمل کر کے ہم آنحضور ﷺ کی تعلیمات کو زندہ کر سکتے ہیں یہی ہیں وہ اسلامی SOP ہیں جن پر عمل کر کے ہم لقائے باری تعالیٰ حاصل کر سکتے ہیں۔

آنحضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کہہ دو

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (آل عمران:32)

تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اور یہی وہ SOP ہیں جن پر عمل کر کے ہم صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ساتھ مل سکتے ہیں اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ کے مبارک سرٹیفیکیٹ کے حصول کو آسان بنا سکتے ہیں۔

معاشرت کے معنی ہی اجتماعی زندگی اختیار کرنے یعنی آپس میں مل جل کر زندگی بسر کرنے کے ہیں۔ جسے انگریزی میں Way of living یا Mode of living کہتے ہیں۔ اِسے سماجی زندگی یا تمدن بھری زندگی بھی کہہ سکتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں آشکار فرمایا ہے۔

کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡھَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ ؕ وَ لَوۡ اٰمَنَ اَھۡلُ الۡکِتٰبِ لَکَانَ خَیۡرًا لَّھُمۡ ؕ مِنۡھُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ اَکۡثَرُھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (آل عمران:111)

تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بُری باتوں سے رکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر ہوتا۔ ان میں مومن بھی ہیں مگر اکثر ان میں سے فاسق لوگ ہیں۔

اسلام نے حسن معاشرت کے لئے جو اصول (SOP) وضع فرمائے ہیں ان میں سے چند بنیادی یہ ہیں۔

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ اللہ کی نعمتوں کو یاد رکھو۔ نیکی کی باتیں کرو۔ بدیوں سے رکنے کی تلقین کرو۔ مل جل کر رہو۔ غیر مسلم شرفاء کی عزت کرو۔ آواز دھیمی رکھو۔ کھانے پینے میں میانہ روی رکھو۔ آپس میں تحائف دو۔ یہ محبت کو بڑھاتے ہیں۔ حلال کھائیں۔ حرام سے بچیں۔ باجماعت نماز ادا کریں۔ صفوں کو سیدھا رکھیں اور امام کی کامل اطاعت کریں۔ ایک دوسرے پر سلامتی بھیجیں۔ راستوں کا حق ادا کریں۔ اپنے وقت اور صحت کو خدمت دین میں لگائیں۔ بیماروں کی عیادت اور وفات شدگان کے عزیز و اقارب سے تعزیت کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی، نیک بختی اور تقوی کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنج وقتہ نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے....... اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں سے اور اپنے ہاتھوں سے اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں اور پنج وقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بیجا طرفداری سے باز رہیں۔ اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 220)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کرو۔ آپس میں محبت اور پیار سے رہو۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو...... اپنے ساتھیوں، اپنے بھائیوں، اپنے ہمسایوں یا اپنے ماحول کے لوگوں کے لئے ان کی غلطیاں تلاش کرنے کے لئے ہر وقت ٹوہ میں نہ لگے رہو.....اس لئے ہر احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ کسی کے عیب اور غلطیاں تلاش کرنا تو دور کی بات ہے اگر کوئی کسی کی غلطی غیر ارادی طور پر بھی علم میں آجائے تو اس کی ستاری کرنا بھی ضروری ہے..... ہمیں واضح حکم ہے کہ جو باتیں معاشرہ میں بگاڑ پیدا کرنے والی ہوں یا بگاڑ پیدا کرنے کا باعث ہو سکتی ہوں ان کی تشہیر نہیں کرنی ان کو پھیلانا نہیں ہے۔ دعا کرو اور ان بُرائیوں سے ایک طرف ہو جاؤ۔ اور اگر کسی سے ہمدردی ہے تو دعا اور ذاتی طور پر سمجھا کر اس بُرائی کو دور کرنے کی کوشش کرنا ہی سب سے بڑا علاج ہے‘‘۔ (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 832-834)

یہ تو اسلامی معاشرہ کے چند اصول وضوابط (SOP) درج کئے ہیں جن پر ایک مومن کا کاربند ہونا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے۔ جس کے لئے اپنے اندر کے اعلیٰ ظرف اور نیکیوں کا اظہار ضروری ہے۔

ان نیکیوں اور اعلیٰ اخلاق کی تجدید کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس آخری دَور میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح و مہدی کے طور پر تجدید دین کے لئے بھیجا۔ اور آپ کی نیابت میں آج حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ تجدید دین کا کام باحسن طریق توفیق پا رہے ہیں۔ آپ ہر جمعہ کو خطبہ جمعہ میں اسلامی تعلیمات کی تشریح آج کے دَور کے مطابق فرماتے ہیں۔ جسے ساری دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں احمدی و غیر احمدی حضرات دیکھتے اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ دراصل روحانی اور دینی SOP ہیں جن پر عمل کر کے ہم ایک اسلامی معاشرہ کا قیام کر رہے ہیں۔

کرونا وبا کے آغاز پر پیارے حضور نے بعض SOP کی طرف توجہ دلائی۔ اور فرمایا۔ گھروں میں باجماعت نمازیں ادا کریں۔ جمعہ کی ادائیگی گھروں میں کریں۔ تلاوت کریں۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ کریں۔ MTA سے فائدہ اٹھائیں اور بچوں کو نمکو اور چپس کھانے سے منع فرمایا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اپنے ایک خطبہ میں

بقیہ صفحہ 6 پر

# حوادث طبعی یا عذاب الٰہی

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

(قسط ہفتم)

## شق دوم۔ قادیان کی بستی سے استثنائی سلوک کا دعویٰ

شق اول کے مطالعہ کے دوران بعض قارئین کے ذہن میں خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ جبکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ طاعون کی وباء اس زمانہ میں پہلی مرتبہ 1880ء میں پھوٹی تھی اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً دنیا کے مختلف ممالک میں ظاہر ہوتی رہی تو 1897ء میں یعنی سترہ سال بعد حضرت مرزا صاحب کا طاعون کی وباء کو عذاب الٰہی قرار دینا اور اپنی تائید میں بطور نشان اس کی پیشگوئی کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ کیوں نہ یہ گمان کیا جائے کہ آپ نے یہ اندازہ لگا کر یہ وباء اب زیادہ شدت اختیار کر جائے گی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک پیشگوئی کر دی۔ اس کا ایک جواب تو خود شق اول ہی میں گزر چکا ہے۔ یعنی یہ کہ اس پیشگوئی سے قبل اور بعد کے اعداد و شمار میں حیرت انگیز فرق فی ذاتہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کی پیشگوئی کسی انسانی تخمینہ کے نتیجہ میں نہیں بلکہ عالم الغیب ہستی کی طرف سے دی جانے والی خبر کے نتیجہ میں تھی۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اس پیشگوئی میں محض یہ دعویٰ نہ تھا کہ طاعون بصورت عذاب الٰہی بڑی شدت کے ساتھ اس ملک پر حملہ آور ہوگا، بلکہ اس کے ساتھ یہ عجیب دعویٰ بھی تھا کہ قادیان کی بستی اس وباء سے غیر معمولی طور پر محفوظ رہے گی اور رکھی جائے گی اور یہ دعویٰ بڑے کھلے لفظوں میں کیا گیا تھا کہ قادیان میں طاعون داخل ہوئی بھی تو محض معمولی حیثیت اور درجے کی ہوگی۔ اور ایسی وباء سے خدا تعالیٰ اس بستی کو محفوظ رکھے گا جو دیگر دیہات اور بستیوں کی طرح یہاں بھی سخت تباہی مچائے۔ مبادا کسی کو یہ خیال گزرے کہ طاعون کے زمانے میں ایسا دعویٰ کر دینا کوئی بڑی بات نہ تھی اور جو چاہتا آسانی سے ایسا دعویٰ کرسکتا تھا۔ ہم اس وہم کے ازالہ کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں وہ چیلنج پیش کرتے ہیں جو اس بارہ میں باقی اہل مذاہب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا لیکن کسی کو توفیق نہ ملی کہ اسے قبول کرے۔ حضور نے فرمایا۔

’’جو شخص ان تمام فرقوں میں اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت دینا چاہتا ہے تو اب بہت عمدہ موقع ہے۔ گویا خدا کی طرف سے تمام مذاہب کی سچائی یا کذب پہچاننے کے لئے نمایش گاہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور خدا نے سبقت کر کے اپنی طرف سے پہلے قادیاں کا نام لے دیا ہے۔ اب اگر آریہ لوگ وید کو سچا سمجھتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ بنارس کی نسبت جو وید کے درس کا اصل مقام ہے ایک پیشگوئی کر دیں کہ ان کا پرمیشر بنارس کو طاعون سے بچالے گا۔ اور سناتن دھرم والوں کو چاہیئے کہ کسی ایسے شہر کی نسبت جس میں گائیاں بہت ہوں مثلاً امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ گئو کے طفیل اس میں طاعون نہیں آئے گی اگر اس قدر گئو اپنا معجزہ دکھادے تو کچھ تعجب نہیں کہ اس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کر دے۔ اسی طرح عیسائیوں کو چاہیئے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑے گی کیونکہ بڑا ابشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اسی طرح میاں شمس الدین اور ان کی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبد الجبار اور عبد الحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دلی ہے اس لئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دلی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اس مہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا ۔اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سبکدوشی ہو جائے گی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا............ اس جگہ مولوی احمد حسن امروہی کو ہمارے مقابلہ کے لئے خوب موقع مل گیا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہ تا کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ اتار کر خاتم الانبیاء بنادیں بڑی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں ............ اگر مولوی احمد حسن صاحب کسی طرح باز نہیں آتے تو اب وقت آ گیا ہے کہ آسمانی فیصلہ سے ان کو پتہ لگ جائے یعنی اگر وہ درحقیقت مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں اور میرے الہامات کو انسان کا افترا خیال کرتے ہیں نہ خدا کا کلام تو سہل طریق یہ ہے کہ جس طرح میں نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر کہا ہے اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ لَوْلَا الْاِکْرَامُ لَھَلَکَ الْمَقَامُ وہ اِنَّہٗ اٰوٰی اِمْرُوْھَہ لکھ دیں۔مومنوں کی دعا تو خدا سنتا ہے۔ وہ شخص کیسا مومن ہے کہ ایسے شخص کی دعا اس کے مقابلے پر سنی جاتی ہے جس کا نام اس نے دجال اور بے ایمان اور مفتری رکھا ہے مگر اس کی اپنی دعا نہیں سنی جاتی............ اگر انہوں نے اپنے فرضی مسیح کی خاطر دعا قبول کرا کر خدا سے یہ بات منوالی کہ امروہہ میں طاعون نہیں پڑے گی تو اس صورت میں نہ صرف ان کو فتح ہوگی بلکہ تمام امروہہ پر ان کا ایسا احسان ہوگا کہ لوگ اس کا شکر نہیں کرسکیں گے۔ اور مناسب ہے کہ ایسے مباہلہ کا مضمون اس اشتہار کے شائع ہونے سے پندرہ دن تک بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے دنیا میں شائع کر دیں جس کا یہ مضمون ہو کہ یہ اشتہار مرزا غلام احمد کے مقابل پر شائع کرتا ہوں جنہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میں جو مومن ہوں دعا کی قبولیت پر بھروسہ کر کے یا الہام پا کر یا خواب دیکھ کر یہ اشتہار دیتا ہوں کہ امروہہ ضرور بالضرور طاعون کی دست برد سے محفوظ رہے گا لیکن قادیاں میں تباہی پڑے گی کیونکہ مفتری کے رہنے کی جگہ ہے۔ اس اشتہار سے غالباً آئندہ جاڑے تک فیصلہ ہو جائے گا یا حد دوسرے تیسرے جاڑے تک............ چونکہ مسیح موعود کی رہائش کے قریب تر پنجاب ہے اور مسیح موعود کی نظر کا پہلا محل پنجابی ہیں اس لئے اول یہ کاروائی پنجاب میں شروع ہوئی لیکن امروہہ بھی مسیح موعود کی محیط ہمت سے دور نہیں ہے۔ اس لئے اس مسیح کا کافر کش دم ضرور امروہہ تک بھی پہنچے گا یہی ہماری طرف سے دعویٰ ہے اگر مولوی احمد حسن صاحب اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد جس کو وہ قسم کے ساتھ شائع کرے گا امروہہ کو طاعون سے بچا سکا اور کم سے کم تین جاڑے امن میں گزر گئے تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ پس اس سے بڑھ کر اور کیا فیصلہ ہوگا۔ اور میں بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اور میرے زمانے کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ اس وقت آسمان پر خسوف کسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی اور میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ وہ امروہہ میں رہتا ہے اور خواہ امرتسر میں اور خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ گولڑہ میں اور خواہ بٹالہ میں۔ اگر وہ قسم کھا کر کہے گا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہے گا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائے گا کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے مقابل پر گستاخی کی۔‘‘

(دافع البلاء ، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 230-238)

کھلے کھلے اس چیلنج کے باوجود کسی کو توفیق نہ ملی کہ اپنی بستی کے بارہ میں یہ دعویٰ کر سکے کہ خدا تعالیٰ اسے طاعون کی غیر معمولی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ پس تمام اہل مذاہب کی اس بارہ میں خاموشی بذات خود اس امر کا ایک بین ثبوت ہے کہ اس زمانہ میں طاعون جس شدت اور تیزی سے شہروں اور دیہات میں داخل ہو کر زندگی کی بیخ کنی کر رہی تھی اس کے دیکھتے ہوئے کسی فرد بشر کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ اپنی طرف سے اتنا بڑا اور محال دعویٰ کر دے کہ اس کے گاؤں کو اللہ تعالیٰ طاعون کے غیر معمولی حملہ سے بچالے گا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محض یہ دعویٰ ہی نہ کیا بلکہ عجیب تر بات یہ ہے کہ طاعون کی وباء نے حیرت انگیز سعادت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے عمل سے آپ کے دعویٰ کی سچائی کو ثابت کر دیا۔ چنانچہ عین ان دنوں جبکہ طاعون کی وباء زوروں پر تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اہل دنیا کو اس عجیب در عجیب نشان کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

’’اب دیکھو تین برس سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ دونوں پہلو پورے ہو گئے یعنی ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی اور دوسری طرف باوجود اس کے کہ قادیاں کے چاروں طرف دو دو میل فاصلے پر طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیاں طاعون سے پاک ہے بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیاں میں آیا وہ بھی اچھا ہو گیا۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت ہوگا کہ جو باتیں آج سے چار برس پہلے کہی گئی تھیں وہ پوری ہو گئیں بلکہ طاعون کی خبر آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں دی گئی ہے اور یہ علم غیب بجز خدا کے کسی اور کی طاقت میں نہیں۔‘‘

(دافع البلاء ، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 226)

## تیسری شق الدار کی حفاظت

ہر چند کہ یہ بہت عجیب دعویٰ تھا کہ قادیان کی بستی کے ساتھ استثنائی سلوک کیا جائے گا اور دوسرے شہروں اور دیہات کے مقابل پر اسے اس حد تک محفوظ رکھا جائے گا کہ ایک نمایاں امتیاز کی صورت پیدا ہو۔ ہر چند کہ بار بار چیلنج دینے کے باوجود کسی دوسرے شخص کو اس قسم کے دعویٰ کی جرات نہ ہوئی۔ تاہم اس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ ایک شکی مزاج انسان کے لئے محل اعتراض ابھی باقی ہے سوچنے والا یہ سوچ سکتا ہے اور وہم کرنے والا اس وہم میں مبتلا ہوسکتا ہے کہ ایک امکان کا سہارا لے کر ایسی پیشگوئی کر دی گئی اور ساتھ ہی اعتراض سے بچنے کے لئے یہ راہ بھی تجویز کر دی گئی کہ اگر طاعون پڑی بھی تو زیادہ شدت کی طاعون نہیں پڑے گی اور دوسرے شہروں کی نسبت امتیاز کی صورت پیدا ہو جائے گی۔ پس استثناء نے پیشگوئی کی امتیازی حیثیت پر ایک ابہام اور تلبیس کا پردہ ڈال دیا ہے۔ اس وہم اور اعتراض کا جواب خود پیشگوئی ہی کی اس تیسری شق میں موجود ہے جس پر ہم اب قلم اٹھا رہے ہیں۔

اگرچہ قادیان کی بستی کے متعلق پیشگوئی میں کلی حفاظت کا وعدہ نہیں تھا لیکن قادیان کے ایک حصہ کے متعلق جو اس قصبہ کی گنجان آبادی کے وسط میں واقع تھا ایسا وعدہ ضرور موجود تھا اور بڑی وضاحت اور تحدی کے ساتھ یہ فرمایا گیا تھا کہ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنی اللہ تعالیٰ یہ وعدہ

کرتا ہے کہ میں ہراس وجود کی اس وباء سے حفاظت کروں گا جو تیرے گھر کے اندر رہتا ہے۔

پیشگوئی کے اس حصہ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو قادیان میں طاعون کے معمولی طور پر داخل ہونے والا پہلو پیشگوئی کی شوکت کو کم کرنے کی بجائے اور بھی بڑھا دیتا ہے۔ اگر قادیان میں طاعون کلیۃً داخل ہی نہ ہوتی اور نیکوں کی طرح قادیان کے تمام شریر لوگ بھی اس سے پوری طرح محفوظ رہتے تو ایک شکی مزاج انسان کے لئے شک کی ایک اور صورت پیدا ہوجاتی ہے کہ کیوں نہ یہ سمجھ لیا جائے کہ اتفاق سے طاعون کے جراثیم اس بستی میں داخل ہی نہیں ہوئے۔ اگر یہ کوئی الٰہی نشان ہوتا تو نیک اور بد میں کوئی تمیز ہونی چاہئے تھی۔ قادیان کی بستی میں رہنے والے مرزا صاحب کے مخالفین کا بھی اس وباء سے صاف بچ جانا ظاہر کرتا ہے کہ کوئی خدائی ہاتھ نہیں بلکہ اتفاقی حادثہ اس میں کارفرما تھا۔ پھر ایک وہمی انسان یہ بھی اعتراض کرسکتا تھا کہ مرزا صاحب کے گھر کا یعنی اس میں رہنے والے ہر وجود کا طاعون کی بیماری سے بچ رہنا تو صرف اس صورت میں امتیازی نشان بن سکتا تھا کہ اس شہر میں طاعون داخل ہوتی۔ دائیں بائیں، آگے پیچھے قرب وجوار میں ہمسایوں کو پکڑتی لیکن آپ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت اسے نہ ملتی تب ہم سمجھتے کہ ہاں کچھ بات ضرور ہے۔

مندرجہ بالا امکانی اعتراضات اور توہمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب ہم پیشگوئی اور بعد ازاں رونما ہونے والے واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو عقل حیران رہ جاتی ہے اور غیر معمولی تصرف الٰہی کے سوا ان واقعات کی کوئی طبعی توجیہ پیش کرنے کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا پیشگوئی کا ہر جزء حیرت انگیز صفائی کے ساتھ پورا ہوا کہ انسانی طاقت کا کوئی دخل اس میں نظر نہیں آتا۔ قادیان میں طاعون داخل ہوئی مگر نہایت معمولی طریق پر۔ گویا اکادکا ردی کے ٹکڑے جنتی رہی۔ گھروں، گلیوں اور بازاروں میں موت کا جھاڑو نہیں دیا۔

حضرت مرزا صاحب کے چند مخالفین تو طاعون کی نظر ہو گئے لیکن کسی مرید کو طاعون نے کچھ نہ کہا طاعون گھر کی چار دیواری کو مس کر کے گذر گئی لیکن ’’الدار‘‘ میں داخل ہونے کی اجازت اسے نہ ملی۔ بیج ناتھ ہندو جس کے گھر کی دیوار حضور علیہ السلام کی دیوار کے ساتھ ملی ہوئی تھی چند گھنٹے طاعون میں مبتلا رہ کر گذر گیا لیکن حضرت اقدس علیہ السلام کا گھر اس کے اثر سے محفوظ رہا۔

ایک منصف مزاج محقق ہرگز اس امر کو تخفیف کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا اور محض اتفاق کہہ کر اس سے صرف نظر نہیں کرسکتا کہ کسی ہولناک بیماری کے بارہ میں کوئی شخص یہ پیشگوئی کرے کہ وہ اس کے شہر میں معمولی درجہ کا اثر تو کرسکتی ہے اس سے زیادہ کی اسے اجازت نہ ہوگی اور جہاں تک اس کے گھر کی چار دیواری کا تعلق ہے تو اس کے اندر رہنے والا ہر متنفس خدا تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا اور یہ بیماری اسے ہلاک کرنے پر قدرت نہ پاسکے گی۔ پھر جیسا کہ اس نے پیشگوئی کی ہو بعینہ اسی طرح ہوجائے یہ امر یقیناً اتفاق کی عملداری سے ماوریٰ ہے اور ہر سلیم فطرت انسان کو مزید فکر اور جستجو پر مجبور کر دیتا ہے۔

قادیان کی بستی میں طاعون کا داخل ہونا اور اکادکا لوگوں کو اچک کر لے جانا ایک ایسا موضوع ہے جو بعض مثالوں کے بغیر آج کے قاری پر پوری طرح روشن نہیں ہوسکتا کن کن لوگوں کو اس نے پکڑا اور کن کن لوگوں کو اس نے چھوڑ دیا، کس کس پر سے ہاتھ اٹھالیا۔ کہاں اسے کھل کھیلنے کا موقعہ ملا اور کہاں دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ قادیان کی تاریخ کا یہ باب حیرت انگیز ہے اور صرف اس ایک باب کا مطالعہ ہی حوادث طبعی اور عذاب الٰہی میں تمیز کر دکھانے کے لئے کافی ہے۔

بیج ناتھ کا ذکر کر چکا ہوں کہ کس طرح اس کے گھر اور دار مسیح کے درمیان صرف ایک دیوار حائل تھی۔ یہ دیوار کچی تھی اور ان کمروں کے فرش بھی کچے تھے جو ایک دوسرے کے ساتھ ملحق تھے۔ چوہوں کے توسط سے طاعون کے کیڑوں کا ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہونا عین قرین قیاس تھا لیکن ایسا نہ ہونا تھا نہ ہوا اور دار مسیح میں بسنے والا انسان تو کجا چوہا بھی طاعون کی مرض سے ہلاک نہیں ہوا۔ یہ کوئی ایک دو ماہ یا سال دو سال کا قصہ نہیں تھا۔ 1898ء سے لے کر 1907ء تک مسلسل نو سال صوبہ پنجاب طاعون کی آفت میں مبتلا رہا لیکن اس چار دیواری میں ایک بھی طاعونی موت نہ ہوئی۔ مذہبی دنیا میں چونکہ آپ کا یہ دعویٰ خوب شہرت پاچکا تھا کہ اللہ تعالیٰ قادیان کو عموماً اور آپ کے گھر کو خصوصاً طاعونی موت سے پاک رکھے گا، اس لئے تمام معاندین احمدیت کی نظر اس تمنا کے ساتھ قادیان پر لگی ہوئی تھی کہ کب وہ دن آئے کہ مرزا صاحب کے گھر بھی کوئی طاعونی موت واقع ہوجائے لیکن خدا نے وہ دن کسی کو نہ دکھایا۔ ہاں بہت سے دشمنان احمدیت یہ دن دیکھنے کی حسرت لئے ہوئے خود طاعون کا شکار ہوکر اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔

حضور علیہ السلام کے معاندین کے دلوں میں قادیان میں طاعون کی عام ہلاکت دیکھنے کی تمنا ایسی مچلتی اور کروٹیں لیتی تھی کہ جب کچھ بن نہ آئی تو فرضی قصوں ہی سے تسکین قلب کے سامان ہونے لگے۔ لیکن یہ تسکین بھی عارضی اور فانی ثابت ہوئی کیونکہ حضور علیہ السلام نے معاً دلائل کی سخت ضربات کے ساتھ اس فریب کو پارہ پارہ کر دیا۔ مثال کے طور پر ’’پیسہ اخبار‘‘ میں شائع ہونے والی ایک فہرست اموات کا ذکر کرتے ہوئے جو اخبار موصوف کے نزدیک قادیان کی بستی میں طاعون سے واقع ہوئی تھی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی کتاب نزول المسیح میں حسب ذیل طریق پر اس کے فریب کا پردہ چاک کیا۔ تحریر فرمایا:۔

(الف) ’’کہاں تک ان لوگوں کی نوبت پہنچ گئی کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔ ان میں سے جھوٹ بولنے کا سرغنہ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر ہے جو بارہا دروغگوئی کی رسوائی اٹھا چکا ہے اور پھر باز نہیں آتا۔ وہ میری نسبت آپ ہی اقرار کرتا ہے کہ انہوں نے قادیان کے بارے میں صرف اس قدر الہام شائع کیا ہے کہ اس میں تباہی ڈالنے والی طاعون نہیں آئے گی ہاں اگر کچھ کیس ہوجائیں جو موجب افراتفری نہ ہوں تو یہ ہوسکتا ہے اور پھر اپنے دوسرے پرچوں میں فریاد پر فریاد کر رہا ہے کہ قادیان میں طاعون آگئی‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 386-387)

(ب) ’’وہ لکھتا ہے کہ مولا چوکیدار کی بیوی بھی طاعون سے فوت ہوگئی حالانکہ وہ اس وقت تک قادیان میں زندہ موجود ہے۔ ہر ایک شخص سوچ لے کہ اس شخص نے کیا وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ زندوں کو مار رہا ہے۔ کیا ایک ایڈیٹر اخبار کی قلم سے ایسے خطرناک جھوٹ شائع ہونا اور دلوں کو آزار پہنچانا موجب نقص امن نہیں ہے جس شخص کے اخبار کے ہر ہفتہ میں ہزارہا پرچے شائع ہوتے ہیں قیاس کرنے کی جگہ ہے کہ وہ کس طرح خلاف واقعہ ماتم کی خبروں سے بے گناہ دلوں کو دکھ دے رہا ہے اور دنیا میں بے امنی پھیلا رہا ہے۔ ایک تو آسمان سے انسانوں پر واقعی مصیبت ہے اب دوسری مصیبت یہ پیدا ہوگئی ہے جو پیسہ اخبار کے ذریعہ سے ملک میں پھیلتی جاتی ہے۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 391)

(ج) ’’دوسرا طریق افتراء کا جو پیسہ اخبار نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ صرف فرضی نام لکھ کر ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ قادیان میں طاعون سے مرے ہیں حالانکہ ان ناموں کا کوئی انسان قادیان میں نہیں مرا۔ مثلاً وہ لکھتا ہے کہ مسمی مولا کی لڑکی طاعون سے مری ہے حالانکہ مولا مذکور کے گھر میں کوئی لڑکی پیدا ہی نہیں ہوئی۔ ایسا ہی وہ لکھتا ہے کہ ایک صدرو بافندہ طاعون سے مرا ہے حالانکہ اس گاؤں میں صدرو نام کا کوئی بافندہ ہی نہیں جو کہ طاعون سے مرگیا ہو۔ نہ معلوم اس کو یہ کیا سوجھی کہ فرضی طور پر نام لکھ کر ان کو طاعونی اموات میں داخل کر دیا۔ شاید اس لئے ایسا کیا گیا کہ تا کچھ پتہ نہ چل سکے اور جاہل لوگ سمجھ لیں کہ ضرور ان ناموں کے کوئی لوگ ہوں گے جو مرے ہوں گے۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 391)

(د) ’’تیسرا طریق افتراء کا جو پیسہ اخبار نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ بعض آدمی فی الحقیقت مرے تو ہیں مگر وہ کسی اور حادثہ سے مرے ہیں نہ طاعون سے اور اس نے محض چالاکی اور شرارت سے طاعون کی اموات میں داخل کر دیا ہے مثلاً وہ اپنے اخبار میں بڈھا تیلی کے لڑکے کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ طاعون سے مرا ہے حالانکہ تمام گاؤں جانتا ہے کہ وہ دیوانہ کتے کے کاٹنے سے مرا تھا اور جیسا کہ معمول ہے سرکاری طور پر اس کی موت کا نقشہ طیار کیا گیا اور کتے کے کاٹنے کی تاریخ وغیرہ اس میں لکھی گئی۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 391-392)

دشمن احمدیت اخبارات کی الزام تراشی کے نتیجہ میں اس زمانہ کے لاعلم عوام کے ایک طبقہ کو ضرور نقصان پہنچا ہو گا لیکن مستقبل کے لئے یہ الزام تراشی بھی احمدیت کی تائید میں کچھ نشان چھوڑ گئی ہے۔ آج ان الزامات کے مطالعہ سے ایک محقق کا ذہن یقیناً یہ سوچنے پر مجبور ہو گا کہ

(1)۔ اگر قادیان میں واقعہ طاعون نے کوئی عام تباہی مچائی تھی تو دشمنان احمدیت کو یہ امر حکومت کے طبی ریکارڈ سے ثابت کرنا چاہئے تھا یا کم از کم یہ دعویٰ ہی کرنا چاہئے تھا کہ قادیان میں سینکڑوں طاعونی اموات واقع ہو رہی ہیں۔ اس کے برعکس محض گنتی کے چند ناموں کا اعلان کرنا خود اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ پیشگوئی کے عین مطابق قادیان طاعون کے عام حملہ سے محفوظ رہا۔

(2)۔ اگر واقعۃً قادیان میں متعدد طاعونی اموات واقع ہوئی ہوتیں تو دشمن احمدیت اخبارات ہرگز اس امر کے محتاج نہیں تھے کہ اس بارہ میں فرضی نام شائع کرتے یا غیر طاعونی اموات کو طاعونی اموات قرار دیتے۔ اخبارات کی یہ حرکت خود اس امر کی غمازی کر رہی ہے کہ درحقیقت قادیان طاعون کی عام تباہی سے محفوظ رہا۔

(3)۔ معاند اخبارات کا بطور الزام بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں کسی طاعونی موت کا ذکر نہ کرنا ان کی عاجزی اور بے بسی کی دلیل ہے اور امر کا مزید ثبوت ہے کہ ’’الدار‘‘ کی حفاظت کا دعویٰ بڑی شان سے پورا ہوا۔

بہرکیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں معاند اخبارات کے الزامات کا نہایت تشفی بخش جواب دیا وہاں ایک بار پھر ان پر اپنے دعویٰ اور پیشگوئی کو نوعیت کو حسب ذیل الفاظ میں واضح فرمایا:

’’ہمیں اس سے انکار نہیں کہ قادیان میں بھی کبھی وبا پڑے یا کسی معمولی حد تک طاعون سے جانوں کا نقصان ہو لیکن یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ جیسا کہ قادیان کے اردگرد تباہی ہوئی یہاں تک کہ بعض گاؤں موت کی وجہ سے خالی ہوگئے یہی حالت قادیان پر بھی آوے۔ کیونکہ وہ خدا جو قادر خدا ہے اپنے پاک کلام میں وعدہ کر چکا ہے جو قادیان میں تباہ کرنے والی طاعون نہیں پڑے گی۔ جیسا کہ اس میں فرمایا: لَوۡلَا الۡاِکۡرَامُ لَهَلَكَ الۡمَقَامُ

یعنی اگر مجھے تمہاری عزت ظاہر کرنا ملحوظ نہ ہوتا تو میں اس مقام کو بھی یعنی قادیان کو طاعون سے فنا کر دیتا یعنی اس گاؤں میں بھی بڑے بڑے خبیث اور شریر اور ناپاک طبع اور کذاب اور مفتری رہتے ہیں اور وہ اس لائق تھے کہ قہر الٰہی سب کو ہلاک کر دیوے مگر میں ایسا کرنا نہیں چاہتا کیونکہ درمیان میں تمہارا وجود بطور شفیع کے ہے اور تمہارا اکرام مجھے منظور ہے اس لئے میں اس مرتبہ سزا سے درگزر کرتا ہوں کہ خوفناک تباہی اور موت ان لوگوں پر ڈال دوں تاہم بکلی بے سزا نہیں چھوڑوں گا اور کسی حد تک وہ بھی عذاب طاعون میں سے حصہ لیں گے تا شریروں کی آنکھیں کھلیں۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 394)

مندرجہ بالا تحریر کے آخری الفاظ خاص طور پر قابل توجہ ہیں اور زیر نظر مضمون پر بہت عمدہ روشنی ڈالتے ہیں ان کے ساتھ جب ہم ایک گزشتہ چیلنج کے حسب ذیل الفاظ کو ملا کر پڑھیں تو بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔

’’ہر ایک مخالف خواہ وہ امروہہ میں رہتا ہے اور خواہ امرتسر میں اور خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ گولڑہ میں۔ اور خواہ بٹالہ میں اگر وہ قسم کھا کر کہے گا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہے گا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائے گا کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے مقابل پر گستاخی کی۔‘‘

(دافع البلاء، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 238)

مندرجہ بالا دونوں عبارتوں کے مضمون کو ذہن میں رکھ کر جب ہم حسب ذیل واقع پر نظر ڈالتے ہیں تو دل خشیت الٰہی سے بھر جاتا ہے اور حوادث طبعی اور عذاب الٰہی میں تمیز کا مسئلہ علمی حیثیت سے آگے گزر کر ایک قلبی واردات کی شکل میں ڈھل جاتا ہے۔

اسی ماہ یعنی فروری 1907ء میں جب کہ یہ کتاب شائع ہوئی اچھر چند منیجر اخبار اور سیکرٹری آریہ سماج قادیان نے ایڈیٹر الحکم شیخ یعقوب علی صاحب تراب سے ایک گفتگو کے دوران کہا کہ میں مرزا صاحب کی طرح دعویٰ کرتا ہوں کہ طاعون سے کبھی نہیں مروں گا۔ خدا کی قدرت! چند دن کے اندر اندر ’’شبھ چنتک‘‘ کا پورا عملہ طاعون کا شکار ہو گیا اور خدا کے اس قہر نے ان کی اولاد اور اہل و عیال کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ چنانچہ سب سے پہلے سومراج اور بھگت رام کی زینہ اولاد لقمہ طاعون ہوئی پھر بھگت رام اور اچھر چند چل بسے۔ باقی رہا سومراج سو وہ بھی اپنے گھر اپنے جگری دوستوں کی تباہی و بربادی کا دردناک نظارہ دیکھنے کے بعد سخت بیمار ہو گیا۔ اس نے گھبرا کر حکیم مولوی عبد اللہ صاحب بسمل کو کہلا بھیجا کہ میں بیمار ہوں آپ مہربانی فرما کر علاج کریں۔ مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھ کر پوچھا کہ سومراج نے مجھ سے علاج کرنے کی درخواست کی ہے حضور کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ نے جواب میں فرمایا: ’’آپ علاج ضرور کریں کیوں کہ انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے مگر میں آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ یہ شخص بچے گا نہیں۔‘‘ چنانچہ حکیم بسمل صاحب کے ہمدردانہ رویہ کے باوجود سومراج کی حالت بد تر ہوتی گئی اور وہ آخر دوسرے روز 4 بجے کے قریب اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 2، صفحہ 484-485)

بلاشبہ یہ واقعہ بہت ہی عبرتناک اور سبق آموز ہے مگر عبرت اور حسرت اور سخت نامرادی کی یہ داستان نامکمل رہے گی اگر ہم پنڈت سومراج کے اس آخری خط کا ذکر نہ کریں جو اس نے اخبار پر کاش کے نام لکھا۔ پیشتر اس کے کہ وہ شائع ہوتا عذاب الٰہی نے خود اسے بھی لقمہ اجل بنا دیا۔

(یہ چٹھی) ٹھیک اسی دن شائع ہوئی جس روز پنڈت سومراج اس دنیا سے رخصت ہوا، لکھتا ہے کہ

’’یکا یک مہاشہ اچھر چند کی استری اور عزیز بھگت رام برادر لالہ اچھر چند کا لڑکا بیمار ہو گئے۔ خیر ان کی استری کو تو آرام آ گیا لیکن لڑکا گزر گیا۔ اس تکلیف کا ابھی خاتمہ نہیں ہوا تھا کہ میری استری اور میرا چھوٹا لڑکا عزیز شوراج بیمار ہو گئے۔ میری استری تو ابھی بیمار ہی ہے مگر ہونہار لڑکا پلیگ کا شکار ہو گیا۔ اس مصیبت کو ابھی بھول نہیں گئے تھے کہ ایک ناگہانی مصیبت اور سر آ پڑی اور وہ یہ تھی کہ عزیز بھگت رام جس کے لڑکے کے گزر جانے کا اوپر ذکر کیا ہے بیمار ہو گیا اور چھ روز بیمار رہ کر ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اب کے ہم گوروکل میں بھی نہیں جا سکے اور اخبار بھی دو ہفتہ سے بند ہے۔ اور ابھی اپریل کا کوئی پرچہ نکلنے کی آشا نہیں ہے کیوں کہ لالہ اچھر چند جی تو اول کئی ہفتے اس صدمے سے کام کرنے کے قابل نہیں رہے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 2، صفحہ 485)

قادیان میں طاعون نے کس حد تک اور کہاں کہاں دخل دیا اس کی کچھ کیفیت بیان ہو چکی ہے۔ یہ بھی گزر چکا ہے کہ دار مسیح میں کسی بسنے والے ذی روح کی جان لینے پر اسے قدرت نصیب نہ ہو سکی۔ یہ ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے جس کی تردید کی شدید ترین معاند احمدیت کو بھی توفیق نصیب نہ ہو سکی۔ یہ خدا کا ایسا اٹل وعدہ تھا جس کی تفاصیل پر نظر ڈالنے سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس تمام عرصہ میں بیماری کے صرف دو ایسے واقعات ہوئے جن پر طاعون کا شبہ گزرا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ طاعون تھا بھی کہ نہیں۔ لیکن اگر دوسری بیماری بھی تھی تو اس کے نتیجے میں موت واقع ہونے پر دشمن کو تضحیک کا موقعہ ضرور مل سکتا تھا اور پیشگوئی کی صداقت پر شک و ابہام کا پردہ پڑ سکتا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ کی غیرت نے یہ بھی پسند نہ کیا کہ مسیح کی چار دیواری میں بسنے والا کوئی متنفس طاعون کے شبہ میں بھی مارا جائے۔ یہ دو واقعات حسب ذیل ہیں:

1۔ ’’ایک دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو سخت بخار ہو گیا اور ان کو ظن غالب ہو گیا کہ یہ طاعون ہے اور انہوں نے مرنے والوں کی طرح وصیت کر دی اور مفتی محمد صادق صاحب کو سمجھا دیا اور وہ میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے جس گھر کی نسبت یہ الہام ہے اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ تب میں ان کی عیادت کے لئے گیا اور ان کو پریشان اور گھبراہٹ میں پا کر میں نے ان کو کہا کہ اگر آپ کو طاعون ہو گئی تو میں جھوٹا اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے۔ یہ کہہ کر میں نے ان کی نبض پر ہاتھ لگایا۔ یہ عجیب نمونہ قدرت الٰہی دیکھا کہ ہاتھ لگنے کے ساتھ ہی ایسا بدن سرد پایا کہ تپ کا نام و نشان نہ تھا۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 2، صفحہ 218)

2۔ ’’میں نے کئی دفعہ ایسی منذر خوابیں دیکھیں جن میں منذر خوابیں دیکھیں جن میں صریح طور پر یہ بتلایا گیا تھا کہ میر ناصر نواب جو میرے خسر ہیں ان کے عیال کے متعلق کوئی مصیبت آنے والی ہے ........... میں دعا میں لگ گیا ہوں اور وہ اتفاقاً مع اپنے بیٹے اسحاق اور اپنے گھر کے لوگوں کے لاہور جانے کو تھے میں نے ان کو یہ خوابیں سنا دیں اور لاہور جانے سے روک دیا اور انہوں نے کہا کہ میں آپ کی اجازت کے بغیر ہرگز نہیں جاؤں گا۔ جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحاق طرف بن ران میں گلٹیاں نکل آئیں اور یقین ہو گیا کہ طاعون ہے۔ کیونکہ اس ضلع کے بعض مواضع میں طاعون پھوٹ پڑی ہے۔ تب معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا خوابوں کی تعبیر یہی تھی اور دل میں سخت غم پیدا ہوا۔ اور میں نے میر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہہ دیا کہ میں تو دعا کرتا ہوں آپ بہت توبہ و استغفار کریں۔ کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نے دشمن کو اپنے گھر میں بلایا ہے اور یہ کسی لغزش کی طرف اشارہ ہے۔ اور اگرچہ میں جانتا تھا کہ موت فوت قدیم سے ایک قانون قدرت ہے لیکن یہ خیال آیا کہ اگر خدانخواستہ ہمارے گھر میں کوئی طاعون سے مر گیا تو ہماری تکذیب میں شور قیامت برپا ہو جائے گا اور پھر گو میں ہزار نشان بھی پیش کروں تب بھی اس اعتراض کے مقابل پر کچھ بھی ان کا اثر نہیں ہو گا۔ کیونکہ میں صد ہا مرتبہ لکھ چکا ہوں اور شائع کر چکا ہوں اور ہزار ہا لوگوں میں بیان کر چکا ہوں کہ ہمارے گھر کے تمام لوگ طاعون کی موت سے بچے رہیں گے۔ غرض اس وقت جو کچھ میرے دل کی حالت تھی میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں فی الفور دعا میں مشغول ہو گیا اور بعد دعا کے عجیب نظارہ قدرت دیکھا کہ دو تین گھنٹہ میں خارق عادت کے طور پر اسحاق کا تپ اتر گیا اور گلٹیوں کا نام و نشان بھی نہ رہا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ پھرنا۔ چلنا۔ کھیلنا۔ دوڑنا شروع کر دیا۔ گویا کبھی کوئی بیماری نہیں ہوئی تھی۔ یہی احیائے موتیٰ ہے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰؑ کے احیائے موتیٰ میں اس سے ایک ذرہ کچھ زیادہ نہ تھا۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 2، صفحہ 218-219)

## بقیہ: دنیوی اور روحانی ایس او پیز (SOP)...از صفحہ 3

حضور نے فرمایا کہ بچوں نے میری ہدایات پر بھرپور عمل کیا ہے۔ یہاں برطانیہ میں مقیم میری بیٹی Covid19 پر پابندیوں سے 2 روز قبل چپس کا ایک بہت بڑا پیکٹ اپنی بچیوں کے لئے لائی۔ تا اس وبا کے دنوں میں گھر بیٹھے بچے enjoy کر سکیں۔ اُدھر حضور نے منع فرما دیا تو آج تین ماہ کا عرصہ گزر رہا ہے وہ بچیاں یہ کہہ کر ان چپس کے قریب نہیں جا رہیں کہ پیارے آقا نے Covid19 میں اِسے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

جب پب جی (PUBG) اور فورٹ نائٹ (FORTNITE) گیمز موبائل فونز پر عام ہوئیں اور احمدی بچوں کے متعلق بھی خبریں ملنے لگیں کہ وہ بھی کھیل رہے ہیں تو حضور نے خطبہ میں اِسے منع فرمایا اور احمدی بچوں نے اِسے ترک کر دیا اور حضور نے احمدی بچوں کی اطاعت کا ذکر ایک خطبہ میں بھی فرمایا۔ لندن میں دو عزیز ٹی وی پر بغیر رقم کے کھیلتے تھے۔ مجھے بتایا گیا کہ ان دونوں سعادت مند عزیز بچوں نے حضور کی نصیحت کے بعد اِسے ترک کر دیا۔

یہی وہ SOP ہیں جو ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت کو بروقت، برمحل اور باموقع بتا کر رہنمائی کرتے ہیں اور افراد جماعت کی دینی اور روحانی صحت درست رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو دربار خلافت سے اُٹھنے والی ہر آواز پر سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہہ کر لبیک کہنے کی توفیق دے۔ تاہم دنیوی آلائشوں، گندگیوں، بدیوں اور برائیوں سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کے سفر کو ہلکا پھلکا ہو کر جاری و ساری رکھ سکیں۔ آمین

(ابو سعید)

☆...☆...☆

قسط اوّل

# خلافت خامسہ میں امن عالم کے لئے جماعت احمدیہ کی مساعی

(پروفیسر مجید احمد بشیر)

خلافت خامسہ کے آغاز سے ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں امن عالم کے لئے کوششیں شروع کر دی گئی تھیں۔ ان کو 10 حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

**1) حضور انور کے خطبات**

اپنے خطبات کے ذریعہ حضور انور نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے ساتھ ہی مختلف مواقع پر اپنے خطبات جمعہ کے ذریعہ دنیا کو درپیش مسائل کی نشاندہی کرتے ہوئے افراد جماعت کو بالخصوص اور تمام عالم کو بالعموم مخاطب کرتے ہوئے تمام دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے کوشش کی تلقین فرمائی۔ اور احباب جماعت کو اسلام کی امن و آشتی کی جوحسین اور خوبصورت تعلیم ہے وہ دنیا کے سامنے رکھنے کی تلقین فرمائی۔ اور مسائل کے حل کے لئے متعدد بار دعاؤں کی تحریک فرمائی۔ نیز مسلم امہ اور بڑی طاقتوں کو انتباہ فرمایا اور ان معاملات میں رہنمائی فرمائی۔

**2) حضور انور کے سربراہان کو لکھے گئے خطوط**

جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام طاہر ہال مسجد بیت الفتوح (لندن) میں نویں سالانہ امن سمپوزیم کا انعقاد ہوا۔ جس میں حکومتی وزراء، دیگر حکومتوں کے سفراء، برطانوی پارلیمنٹ کے ممبران، لندن کے میئر اور شہر کی معزز شخصیات نے شرکت کی۔ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امن عالم کے قیام کے سلسلہ میں انگریزی میں خطاب فرمایا۔ اپنے خطاب کے دوران ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

’’ایک طریق جس سے میں دنیا میں قیام امن کی کوشش کر رہا ہوں۔ وہ اہم رہنماؤں کو اس طرف توجہ دلانا ہے۔ چند ماہ پہلے میں نے پوپ کی خدمت میں اس موضوع کی طرف توجہ دلانے کے لئے خط لکھا تھا اور ایک احمدی نمائندہ کے ذریعہ دستی بھجوایا تھا۔ اس خط میں میں نے پوپ کو توجہ دلائی تھی کہ وہ دنیا کے سب سے بڑی تعداد میں مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے رہنما ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں اور انہیں دنیا میں قیام امن کے لئے نمایاں ہو کر میدان عمل میں آنا چاہیئے۔ اسی طرح حال ہی میں جب یہ بات بہت زیادہ شدت سے منظر عام پر آ رہی ہے کہ ایران اور اسرائیل میں حالات مزید سے مزید کشیدہ ہوتے ہوئے سخت خطرناک ہوتے جا رہے ہیں تو میں نے اسرائیل کے وزیر اعظم بن یامین نیتن یاہو اور ایران کے صدر احمدی نژاد کو خطوط لکھے ہیں جس میں میں نے دونوں رہنماؤں کو توجہ دلائی ہے کہ ساری انسانیت کی خاطر انہیں خطرات سے بے پرواہ ہو کر اور جلد بازی کے ساتھ جذباتی فیصلے نہیں کرنے چاہئیں۔ چند روز پہلے میں نے امریکہ کے صدر بارک اوباما اور کینیڈا کے وزیر اعظم اسٹیون ہارپر کو بھی خط لکھے ہیں اور انہیں زور دے کر کہا ہے کہ وہ دنیا میں امن کے قیام کو ممکن بنانے کے لئے بھرپور کردار ادا کریں اور اپنی ذمہ داریوں کو باحسن ادا کریں۔ اسی طرح میں مزید بین الاقوامی رہنماؤں کو مستقبل میں خط لکھنے اور اس موضوع پر تنبیہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ میرے خطوط کو کوئی اہمیت دیں گے یا نہیں، مگر اُن کا ردعمل جو بھی ہو میں نے خلیفہ وقت ہونے اور لاکھوں احمدیوں کے روحانی پیشوا کی حیثیت سے احمدیوں کے احساسات اور جذبات کی نمائندگی کرتے ہوئے دنیا کے شدید خوفناک حالات کے بارہ میں تنبیہ کر دی ہے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 22 جون 2012ء صفحہ 11، 10، Review of Religions, (7-April 2012, pp.6

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل عالمی لیڈرز کو خطوط لکھے:۔

**i. کیتھولک عیسائیوں کے عالمی مذہبی رہنما**

جناب پوپ بینیڈکٹ شانز دہم (XVI) کے نام مکتوب

حضور انور ایدہ اللہ کے لیٹر ہیڈ پر حضور کے مبارک دستخطوں سے انہیں بھجوایا گیا تھا۔ حضور انور نے خطبہ جمعہ فرمودہ 9 دسمبر 2011ء میں اپنے اس مکتوب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

’’ہمیں تو اس زمانے کے امام نے اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے اور دشمن کا منہ دلائل سے بند کرنے کا فریضہ سونپا ہے اور اپنی اپنی بساط اور کوشش کے مطابق ہر احمدی اس کام کو انجام دے رہا ہے...............ابھی گزشتہ دنوں ہمارے کبابیر کے امیر صاحب کو ایک وفد کے ساتھ اٹلی جانے کا موقع ملا...............اُن کی رپورٹ کا ایک حصہ میں سناتا ہوں جو اُس کے بعد شریف عودہ صاحب نے لکھی۔ وہ لکھتے ہیں کہ خاکسار نے اٹلی میں پوپ کی رہائش گاہ ویٹیکن میں مورخہ 10-11-2011 کو اُن مذہبی لوگوں کے گروپ کے ساتھ ملاقات کی جن میں اسرائیل کے حاخامِ اعظم جو ان کے بہت بڑے ربّانی ہیں اور کچھ عیسائی، یہودی اور مسلمان عہدیداران شامل تھے۔ خاکسار نے پوپ کو (میرا لکھتے ہیں کہ) حضور کا خط پہنچایا اور اُنہیں بتایا کہ اس میں حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر کا بہت اہم پیغام ہے۔ انہوں نے یہ خط خود اپنے ہاتھ سے وصول کیا.......‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 دسمبر 2011ء بمقام مسجد بیت الفتوح از الفضل انٹرنیشنل 9 مارچ 2012ء صفحہ 9)

**ii. اسرائیل کے وزیر اعظم کے نام خط۔**

مورخہ 26 فروری 2012ء کو حضور انور ایدہ اللہ نے اسرائیل کے وزیر اعظم کو خط لکھا۔

**iii. اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر کے نام خط**

مورخہ 7 مارچ 2012ء اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر محمود احمدی نژاد کے نام خط میں حضور انور نے تیسری عالمی جنگ کا انتباہ فرماتے ہوئے ایران کے صدر کو درخواست فرمائی کہ وہ اپنی عالمی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے تیسری عالمی جنگ کے امکانات کو کم کرنے میں اپنا کردار ادا کرے اور اسرائیل کے ساتھ جس حد تک ممکن ہو تصفیہ طلب امور کے لئے بین الاقوامی تعلقات کے انصرام اور مذاکرات کی راہ اپنانے اور اختلافی امور کے حل کے لئے طاقت کے استعمال کی بجائے ڈائیلاگ کا راستہ اختیار کرنے کی استدعا کی۔

**iv. وزیر اعظم کینیڈا کے نام مکتوب**

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خلیفۃ المسیح الخامس، امام جماعت احمدیہ عالمگیر نے اپنے 8 مارچ 2012ء کے خط میں مسٹر سٹیفن ہارپر وزیر اعظم کینیڈا کو بھی اسی طرز پر ممکنہ ’’تیسری عالمی جنگ‘‘ اور اس کے نتیجہ میں سر اٹھانے والے مصائب و تباہیوں پر خبردار کیا۔

**v. امریکہ کے صدر کے نام خط**

مورخہ 8 مارچ 2012ء کو ہی حضور انور ایدہ اللہ نے سب سے طاقتور حکومت ’’سُپر پاور‘‘ امریکہ کے حکمران صدر بارک اوباما کو جو خط لکھا اس میں سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

’’دنیا میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو دیکھتے ہوئے میں نے یہ ضروری محسوس کیا کہ آپ کی طرف یہ خط روانہ کروں کیونکہ آپ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے صدر کے منصب پر فائز ہیں اور یہ ایسا ملک ہے جو سُپر پاور ہے........ہم دیکھ رہے ہیں کہ سیاسی اور اقتصادی مشکلات نے کئی چھوٹے ممالک کو جنگ میں دھکیل دیا ہے اور بعض ممالک کی داخلی بدامنی اور عدم استحکام میں غیر معمولی اضافہ ہو چکا ہے۔ ان تمام امور کا منطقی نتیجہ ایک عالمی جنگ کی صورت میں ہی نکلے گا.........میری آپ سے بلکہ تمام عالمی لیڈروں سے یہ درخواست ہے کہ دوسری قوموں کو زیرنگین کرنے کے لئے طاقت کی بجائے سفارتکاری، سیاست اور دانشمندی کو بروئے کار لائیں۔ بری عالمی طاقتوں، مثلاً امریکہ کو دنیا میں امن کے قیام کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیئے.........اللہ تعالیٰ آپ کو اور تمام عالمی لیڈروں کو یہ پیغام سمجھنے کی توفیق بخشے۔‘‘

(World Crises and the Pathway to peace p.151)

اس کے علاوہ حضور انور نے درج ذیل حکمرانوں کو بھی خطوط لکھے۔

**vi. سعودی عرب کے شہنشاہ عبد اللہ بن عبد العزیز السعود کو 28 مارچ 2012ء کو خط لکھا۔**

**vii. عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم Mr. Wen Jiabao کو 9 اپریل 2012ء کو خط لکھا۔**

**viii. برطانیہ کے وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون کو 15 اپریل 2012ء کو خط لکھا۔**

**ix. جرمنی کی چانسلر انجیلا مرکل کے نام خط مورخہ 15 اپریل 2012ء کو لکھا۔**

**x. فرانس کے صدر H.E.Palais de I'Elysee کو خط مورخہ 16 مئی 2012ء کو لکھا۔**

**xi. حضور انور نے برطانیہ کی ملکہ کوئین الزبتھ II کو بھی 19 اپریل 2012ء کو ایک خط اسی سلسلہ میں لکھا۔**

**xii. ایران کے روحانی پیشوا آیت اللہ سید علی حسینی خامنہ ای کو 14 مئی 2012ء کو خط لکھا گیا۔**

ان تمام خطوط کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضور انور کس درد کے ساتھ بلا کسی خوف کے بے لوث ہو کر عالمی امن کے لئے کوشاں رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام عالمی لیڈران کو حضور انور کی طرف سے دیئے گئے اس پیغام کو پوری طرح سمجھنے اور اس کے مطابق اپنا لائحہ عمل بنانے کی توفیق عطا کرے۔ تا اس دنیا میں چہار سو امن ہی امن ہو۔ آمین

(Letters to the World leaders from World crises and the Pathway to peace p.189)

**3) بین المذاہب کانفرنسز، امن کانفرنسز اور امن سمپوزیمز کا انعقاد**

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

جماعت احمدیہ شروع دن سے ہی دنیا میں امن کے قیام کے لئے کوشاں رہی ہے۔ جماعت احمدیہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے ہمیشہ سب سے آگے رہی ہے۔ ’’محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں‘‘ کا موٹو لئے جماعت احمدیہ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مختلف مذاہب اور مختلف اقوام کے لیڈرز کو ایک میز پر بٹھا کر ڈائیلاگ کے ذریعہ ایک دوسرے کے خیالات جانے جائیں اور نفرتوں کو محبتوں میں بدلا جائے تا کہ ایک پر امن معاشرہ جنم لے سکے۔ اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ نے ہر لیول پر اور ہر دور میں دنیا کے تقریباً ہر ملک میں امن کانفرنسز کا اہتمام کیا ہے۔ ان کانفرنسز کا مقصد آج کی پریشان حال دنیا میں امن کی تدابیر پر غور کرنا ہے۔ دنیا کی موجودہ خطرناک حالات کے پیش نظر خلافت خامسہ کے دور میں ان کانفرنسز میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور یہاں پر ان تمام کانفرنسز کا ذکر تفصیل سے تو کیا مختصراً بھی ناممکن ہے۔ لیکن خلافت خامسہ کے دور میں لندن میں ہونے والے امن سمپوزیمز جن میں خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اور حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اپنے خطاب میں دنیا میں امن کے قیام کے موضوع پر اسلامی تعلیم کے حوالہ سے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ ان کانفرنسز اور سمپوزیمز میں حکومتی وزراء اور اعلیٰ عہدیداران، ملکوں کے سفراء، پارلیمینٹیریز، شہر کے میئر، مذہبی رہنما اور معززین نے شرکت فرمائی۔ اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور قیام امن کے لئے کی گئی کوششوں کو سراہا۔ یوں تو یہ سمپوزیمز ہر سال ہی منعقد ہو رہے ہیں۔ لیکن یہاں پر ان میں سے چند کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے:۔

### i.پہلا امن سمپوزیم۔ 25اپریل 2004ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2004ء میں نیشنل سالانہ امن سمپوزیم کا اجراء فرمایا۔ پہلا سمپوزیم 25اپریل 2004ء کو مسجد بیت الفتوح لندن میں منعقد ہوا۔ اس میں مختلف عقائد سے تعلق رکھنے والوں نے امن کے بارہ میں اپنے اپنے مذہب اور عقیدہ کے مطابق تقریباً ایک ہزار سامعین کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ (ریویو آف ریلیجنز جون 2004ء)

### i.خلافت جوبلی امن کانفرنس۔ 29مارچ 2008ء

جماعت احمدیہ یوکے کے زیر اہتمام بیت الفتوح لندن میں 29مارچ 2008ء کو صد سالہ خلافت جوبلی پروگراموں کے تحت ایک شاندار امن کانفرنس کو انعقاد کیا گیا۔ اس میں کم و بیش ایک ہزار افراد شامل ہوئے۔ اس میں غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمانوں کی تعداد ساڑھے پانچ صد سے زائد تھی۔ جن میں ممبران پارلیمنٹ، میئرز، کونسلرز، ٹی وی اور میڈیا کے نمائندگان، ڈاکٹرز اور مختلف سیاسی و سماجی شخصیات شامل تھیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے کانفرنس کے شرکاء سے ولولہ انگیز اور بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو امن کے پیغام کے ساتھ بھیجا ہے۔ آپ کے بعد خلفائے احمدیہ کا سلسلہ جاری ہے اور امن کا یہ پیغام ساری دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے اور اللہ کے فضل سے اس میں کامیابی بھی ہو رہی ہے۔ آپ نے امید کی کہ انشاء اللہ یہ پیغام پھیلتا چلا جائے گا اور دنیا اپنے خالق کی طرف رجوع کرے گی اور امن اور محبت کا نمونہ ہو گی۔

(الفضل انٹرنیشنل 25اپریل 2008ء صفحہ 16، خلافت جوبلی سوینئر صفحہ 274)

### ii.دسواں نیشنل امن سمپوزیم۔ 23مارچ 2013ء

ہر سال جماعت احمدیہ برطانیہ اس تقریب کا اہتمام کرتی ہے تا کہ دنیا کو دکھا سکیں کہ ہم نہ صرف خواہش رکھتے ہیں بلکہ ہر طریقے سے کوشاں ہیں کہ یہ دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

23مارچ 2013ء کو مسجد بیت الفتوح کے طاہر ہال میں جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے دسویں نیشنل امن سمپوزیم کا انعقاد ہوا۔ مختلف طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے 800مہمانوں نے اس تقریب میں شرکت کی جن میں برطانوی وزراء، مختلف ممالک کے سفیر، برطانوی پارلیمنٹ کے ممبران اور ہاؤس آف لارڈز کے ممبر شامل تھے۔

### 4)احمدیہ مسلم امن انعام کا اجراء۔ 2009ء

جماعت احمدیہ کی عالمی امن کے لئے کی گئی کوششوں میں سے ایک کوشش یہ بھی کی گئی کہ دنیا میں کسی بھی جگہ پر کسی بھی لیول پر امن کے لئے کی گئی انفرادی یا اجتماعی کوششوں کو سراہا جائے اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ برطانیہ کے 43ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آخری اجلاس میں حضور انور کی اجازت سے مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت یوکے نے اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کے دوسرے جلسہ کے تاریخی موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے احمدیہ مسلم پیس پرائز کا آغاز کیا جا رہا ہے جو کسی ایسی اہم شخصیت کو دیا جائے گا جنہوں نے امن کے قیام کے لئے غیر معمولی کام کیا ہو گا......انعام کی رقم 10000پونڈ مقرر کی گئی ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 11 ستمبر 2009ء صفحہ 2)

### i.پہلا احمدیہ مسلم امن ایوارڈ۔

جناب لارڈ ایرک ایوبری (Lord Eric Avebury) وہ خوش قسمت شخصیت تھیں جن کا نام اس سال کے لئے منتخب کیا گیا۔ جناب لارڈ ایوبری نے 1976ء میں انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے UK میں ایک کمیٹی قائم کی اور 31 سال تک آپ اس کے چیئرمین رہے اور اب وائس چیئرمین ہیں۔ اس کمیٹی نے مختلف ممالک کے مظلوم عوام کی مدد کی ہے اور گزشتہ دنوں اس کمیٹی نے ایک وفد پاکستان بھجوایا اور جماعت احمدیہ کے ساتھ جو غیر انسانی سلوک خاص طور پر ربوہ میں کیا جا رہا ہے اس کی تحقیق کر کے ایک رپورٹ شائع کی جس کا عنوان ہے:

“Rabwah-A Place For Martyres”

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 20مارچ 2010ء کو منعقدہ امن کانفرنس کے موقع پر بنفس نفیس یہ ایوارڈ لارڈ ایوبری کو عنایت فرمایا۔ اس کے ساتھ 10000پاؤنڈز کا ایک چیک بھی تھا۔

(الفضل انٹرنیشنل 09اپریل 2010ء صفحہ 9)

### ii.دوسرا احمدیہ مسلم امن انعام

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 44ویں جلسہ سالانہ میں حضور انور کی منظوری کے بعد مکرم امیر صاحب UK نے اعلان کیا کہ دوسرے احمدیہ مسلم امن ایوارڈ کے لئے ان کی بے لوث خدمت انسانیت کے اعتراف میں پاکستان کی معروف سماجی شخصیت جناب عبد الستار ایدھی صاحب کا نام منتخب کیا گیا ہے۔ جناب عبد الستار ایدھی صاحب نے کراچی (پاکستان) میں خدمت انسانی کے لئے ایک ٹرسٹ بنایا ہوا ہے جو سالہا سال سے دکھی انسانیت کی بے لوث خدمت کر رہا ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 08 اکتوبر 2010ء صفحہ 2)

### iii.تیسرا عالمی احمدیہ مسلم امن انعام

سال 2011 کے لئے تیسرے احمدیہ مسلم امن انعام کے لئے SOS Children’s Villages UK تنظیم کا انتخاب ہوا۔ UK میں تنظیم کی صدر Dame MaryRichardson BBE نے حضور انور کے دست مبارک سے 24مارچ 2012ء کو نویں سالانہ امن سمپوزیم کے موقع پر حاصل کیا۔

(The Review of Religions,May 2012,Vol107-Issue5,p-21)

### iv.چوتھا عالمی احمدیہ مسلم امن انعام

سال 2012ء کے لئے چوتھا سالانہ احمدیہ امن انعام گھانا سے تعلق رکھنے والے Dr.Oheneba Boachie Adjei کو دیا گیا۔

(The Review of Religions, May 2013, Vol108-Issue5,p-62)

☆...☆... باقی آئندہ ...☆...☆

## طلوع وغروب آفتاب

| 05اگست2020ء | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | 04:33 | 18:57 |
| مدینہ منورہ | 04:27 | 19:03 |
| قادیان | 04:16 | 19:22 |
| ربوہ | 03:56 | 19:01 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | 04:05 | 20:42 |